رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الامام مسیح موعود)

الفضل

چندہ ممالک غیر سے سات روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الامام مسیح موعود)

فہرست مضامین

نمبر ۲۷ | ۲- اکتوبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۳۵ھ | جلد ۵

مدینۃ المسیح

۳۰- ستمبر و یکم اکتوبر کو حضرت اقدس کی تقریر متعلق ضرورت الہام اور خطبات عید و جمعہ شملہ سے ہمیں موصول ہو گئے ہیں۔ جو انشاء اللہ اگلے پرچہ میں احباب یکجائی طور پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضرت اقدس کو چند روز سے سردرد کی شکایت ہے۔

جناب صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب اور جناب میر محمد اسحاق صاحب شملہ پہنچ گئے ہیں۔ ۲- اکتوبر کو قادیان آنے کی امید ہے۔

۴- اکتوبر کو دونوں مدرسے کھل جاوینگے۔

اخبار احمدیہ

سفر شملہ

۲۲ ستمبر۔ ایک غیر از جماعت (یعنی پیغامی) کے سوالات کا حضرت جواب دیتے رہے اور دوران گفتگو میں حضرت نے مسیح موعود کے الہام کا درجہ بتلاتے ہوئے۔ اس الہام کا ذکر کیا جو عید کے متعلق خدا کے مسیح کو ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا " عید تو آج ہے چاہے کرو چاہے نہ کرو" فرمایا کہ اس الہام میں خداوند تعالیٰ نے ایک طرف تو اپنے کلام کا احترام کرکے بعد رویت ہلال عید کے ہونیکا یقین دلایا۔ اور مسیح موعود پر ایمان لانے والوں نے روزہ بھی افطار کر دیئے۔ دوسری طرف شریعت کا بھی احترام کیا۔ اور اجازت دیدی چاہے نہ کرو۔

اس کے بعد اس شخص کے مختلف سوالات کا جواب ہوتا رہا۔

بعد نماز عصر ایک بنگالی جنٹلمین حضرت کی زیارت کیلئے تشریف لائے اُن سے نہایت لطیف گفتگو ہوئی۔ (اس کو برادرم فضل احمد صاحب کلرک بنوں نے لکھ لیا ہے صاف کر رہے ہیں۔) حضرت اقدس نے نہایت وضاحت سے بتایا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اسلام کی کتاب انسان کے ہر روحانی مرض کی تشخیص اور نسخہ بتاتی ہے۔ دوسرے مذہب صرف متقی بنانے کے مدعی ہیں۔ مگر قرآن متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ پھر قرآن کریم کی حقانیت کی ظاہر محمد رسول اللہ صلعم کے کامل نمونہ اور اس زمانہ کے نبی کی زندگی کو پیش فرمایا۔ اور بنگال کی پیشگوئی کا ذکر کرکے استفسار کنندہ کو اُس کے گھر کے قریب کے ایک نشان

کی خبر دی۔ اور ارشاد فرمایا کہ دوسرے مذاہب مانتے ہیں کہ الہام ہوا۔ مگر اسلام بتاتا ہے کہ الہام اب بھی ہوتا ہے حضرت کی تقریر کے بعد بنگالی جنٹلمین نے خدا سے تعلق پیدا کرنے۔ اور مسیح موعود کی ذات بابرکات کے کامل نمونہ ہونے کے متعلق سوال کئے۔ جن کے شافی جواب پاکر انھوں نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا اور حضرت سے درخواست کی کہ آپ مقدس انسان ہیں میرے لئے خدا سے برکت مانگیں۔

اس تقریر اور مکالمہ کے وقت چودہری ظفر اللہ خاں صاحب ترجمان کے فرائض ادا کر رہے تھے جس خوبی سے چوہدری صاحب نے اپنے فرائض ادا کئے اسے دیکھ کر میں اپنی جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس قابل نوجوان وجود کی سلامتی و صحت کے لئے دعا فرماویں۔

۲۴ ستمبر - آج انجمن احمدیہ شملہ کا پہلا جلسہ فری میسن ہال میں ہوا۔ مولانا حافظ روشن علی صاحب نے پہلے تمام وقت زیر صدارت خان ذوالفقار علی صاحب اسلام و دیگر مذاہب پر تقریر فرمائی اور دوسرے وقت خلاصتہً اسی تقریر کو پھر سنا دیا۔ آریہ اصحاب سے ہال بھر گیا تھا مسلمانوں کی نسبت آریہ زیادہ تھے آریوں کی طرف سے مہاشہ رام چندر دہلی سے بلائے گئے تھے۔ اور احمدیوں کی طرف سے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق مناظر تھے۔ ۲½ گھنٹہ مناظرہ ہوا۔ آریہ مناظر اس امر سے قاصر رہا کہ ویدوں کے الہامی ہونیکا دعوےٰ بتا سکے۔ وہ نہ بتا سکا تھا اور نہ آخر تک بتا سکا کہ کہیں ویدوں نے تین کی بجائے چار ہونیکا بھی دعوےٰ کیا ہے۔ اتھروید کی ہستی کا ثبوت آریہ مناظر کے ذمہ میر صاحب نے اس تواتر اور زور کے ساتھ ڈالا کہ آخر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور وہ اتھروں کی جگہ چھندس کا لفظ دکھاتا رہا۔ اس مناظر نے ثابت کر دیا کہ جن چار ویدوں کا آریہ سماج کو دعویٰ ہے منتر ان میں سے چوتھے کا وجود ہی نذار دہے۔ اس کا منوسمرتی تک میں جو کہ بعد کی کتاب ہے ذکر نہیں۔ آریہ مناظر۔

انجمن احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ ۲۹ و ۳۰ ستمبر کو ہے۔

. . . .

۲۹ کو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر ہوگی اور ۳۰ کو حضرت اقدس کی۔ انشاء اللہ

حضرت اقدس کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۲۴ ستمبر - قریشی صاحب اپنی رپورٹ پیش کر کے واپس لاہور تشریف لے گئے۔ اور خان ذوالفقار علی خاں صاحب بھی ہادی علی کی بیماری کا تار پاکر میرٹھ تشریف لیگئے آج مغرب کی نماز سیر میں باجماعت پڑھی گئی نیک محمد کی اذان سے شملہ کی چوٹیاں گونجیں اور اللہ اکبر کے نعرہ میں شوالک نے شرکت حاصل کی۔ حضرت کی طبیعت بہت اچھی ہے۔

۲۵ - حضرت کی طبیعت اچھی ہے۔ عید کے متعلق مختلف اطراف سے خطوط آگئے ہیں کہ عید ۲۸ ستمبر کو بروز جمعہ ہوگی

عید شملہ

آج نماز عید در جمعہ شہزادہ واسدیو سنگھ صاحب کی کوٹھی پر پڑھی گئی حضرت اقدس نے خطبہ عید سورہ کوثر تلاوت فرماکر پڑھا اور بتایا کہ اس سورت میں حضرت مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی ہے نیز اس میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کو عید اضحیٰ سے مشابہت دی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں اس عید سے خاص سبق حاصل کرنا چاہئے۔ حضرت نے دو گھنٹہ سے زیادہ عرصہ وہ معارف اور نکات بیان فرمائے کہ احباب وجد میں آگئے خطبہ میں نے مفصل لکھ لیا ہے۔ اور انشاء اللہ بہت جلدی شائع کرنے کے لئے ارسال کرونگا بارہ بجے خطبہ عید ختم ہوا۔ اس کے بعد سنتیں پڑھ کر حضرت نے مختصر سا خطبہ جمعہ پڑھا یہ بھی جلدی ارسال ہوگا۔ نماز کے بعد ایک صاحب نے بیعت کی۔ جہاں عید پڑھی گئی وہاں سے روانگی کے وقت حضرت اقدس کو چکر آگیا اور ضعف ہوگیا۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضور کو ہر قسم کی تکالیف سے آرام بخشے۔ کل سے انجمن احمدیہ شملہ کا جلسہ شروع ہوگا۔ (غلام نبی)

دعا صدرالدین صاحب ساکن علی وال و چوہدری نواب الدین ننگل اپنا ہر دو احباب دعا کی استدعا فرمادیں۔

نماز جنازہ قریشی عبد المجید صاحب ہیڈ کنسٹبل انبالہ چھاؤنی کی والدہ ۵ استمبر کو فوت ہوگئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون احباب نماز جنازہ پڑھیں۔

جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں باطل کش حربہ

کیوں پیغام والو! اب بولو

مسٹر ظفر علی خاں سابق ایڈیٹر زمیندار حال ستارہ صبح نے ہمارا مذہب کے نام سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں اس نے صاف صاف بتایا ہے کہ میں ابتدا سے حضرت مرزا صاحب کو مفتری اور برباد کن ملک و ملت سمجھتا آیا ہوں چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں

" شریعت باہرہ مصطفویہ میں رخنہ اندازی کی علم بغاوت کا ناقابل رشک فخر اس دور آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو حاصل ہوا .... مرزا غلام احمد۔ قرآن مجید کی من مانی تاویل کا عیارانہ فن خوب جانتے تھے ..... کمال بے باکی کی راہ سے حضور سرور کائنات کا ہمسر بن بیٹھے (ستارہ صبح ۲۷ ستمبر ۱۹۱۷ء)

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ صرف خواجہ صاحب سے ایک مفاہمت ہوئی تھی کہ خواجہ صاحب انھیں ایک مجتہد کہ مجدد سمجھتے ہیں تو سمجھیں۔ میں انکی مخالفت ضروری نہیں سمجھونگا۔

اب یہ بھی سب کو معلوم ہے اور خود پیغام والوں کو اعتراف کہ ظفر علی خاں کی اقتدا میں خواجہ صاحب نے نماز پڑھی ہے اور یہ بھی مسلم کہ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری سمجھے اور اسے مسلمان نہ جانے اسے پیغام والے بھی خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ پس ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز کیونکر درست ہوگئی۔ یا تو اس بات کا ثبوت پیش کرو کہ ظفر علیخاں حضرت مرزا صاحب کو ان دنوں میں سچا مسلمان مانتا تھا اور نہ صرف یہ بلکہ حضور کو جو لوگ کافر اور مفتری سمجھتے ہیں انھیں کافر سمجھتا تھا۔ کیونکہ کسی کی اقتدا میں نماز پڑھنے کیلئے یہ تمہارے نزدیک ضروری ہے کہ وہ حضرت صاحب کو کم از کم کافر و مفتری نہ جانے سچا مسلمان مانے اور مکفرین و مکذبین حضرت پر کفر کا فتویٰ دے۔ یا پھر مان لو کہ ہم (پیغام والوں) نے شروع ہی سے ارتداد شروع کر لیا تھا اور مسیح موعود کے احکام کی کچھ پروا نہ کرتے تھے اور جیسا کہ ظفر علی خاں نے بیان کیا ہے انھیں محض ایک مجتہد جانتے تھے۔ تمام جماعت احمدیہ سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے قرب وجوار واقف و آشنا غیر از جماعت لوگوں (غیر مبائعین حامیان پیغام) سے یہ سوال کر کے اس کا جواب طلب کریں۔ (ناسیہ رو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲ - اکتوبر ۱۹۱۷ء

مولوی محمد احسن حضرت مسیح موعود کے خلاف

انسان کو خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے اُس وقت تک خائف رہنا چاہئے جب تک کہ قبر میں نہ جا رہے۔ کس کو معلوم تھا کہ مولوی محمد احسن صاحب جو ایک وقت میں حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تائید میں اپنے تمام علم سے کام لیکر کتب و رسالجات لکھ رہے تھے جس کو حضرت مسیح موعود نے وقعت کی نظر سے دیکھا۔ اور حضرت کو آپ کی اُس وقت کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مولوی صاحب کے متعلق ایک واقعہ بھی خدا کی طرف سے الہام ہوا۔ اور آج وہی مولوی صاحب ہیں جن کی وہی کوششیں جو کبھی حضرت مسیح موعود کی تائید میں صرف ہوا کرتی تھیں۔ آپ کے خلاف عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ آپ کی حالت ایسی ہے جیسی کہ عباس علی شاہ لدھیانوی کہ ایک وقت میں خدا نے اس کے ایمان کو مضبوط دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو اس کی ایمانی قوت کا علم دیا۔ اور دوسرے وقت میں وہ قوت اس سے زائل ہو گئی۔ اور وہ مخالفین مسیح موعود میں جا شامل ہوا۔ اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب ہیں کہ ایک وقت تو آپ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تائید میں تمام قرآن سے استدلال کیا کرتے تھے۔ یا اب وہ زمانہ ہے کہ خدا جانے کن اغراض کے ماتحت اس آخری عمر میں اپنی تمام عمر کے اعمال کے خلاف ان باتوں سے بھی منکر ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھی ہیں۔ اور جن سے حضور کی تمام کتب بھری پڑی ہیں۔

چنانچہ مولوی صاحب ایک خطبہ جمعہ میں جو ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء کے پیغام میں شائع ہوا ہے جس سے آپ کی حالت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور عبرت کی تصویر نظروں میں کھنچ جاتی ہے۔ فرماتے ہیں

"اب اہل غلو جو اس دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد مجدد عظیم الشان کی بعثت عین بعثت ثانی حضرت خاتم النبیین سید المرسلین کی ہے۔ جس وجہ سے ان بیچاروں کو حضرت صاحب کا نبی کامل اور رسول حقیقی ماننا ضروری ہو گیا۔ یہ بھی از سر تا پا غلط ہے اور نیز حضرت مسیح موعود کی بعثت بعثت ثانوی حضرت خاتم النبیین صلعم کی ماننا بداہتاً غلط و باطل ہے"

(پیغام ۲۳ - ستمبر صفحہ ۳ کالم ۳)

ان الفاظ کو پڑھو اور مولوی محمد احسن صاحب کی موجودہ اور اس حالت کو جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں - اور خلیفہ اول کے وقت میں اور بعدہ پیغامیت کے حلقہ میں داخل ہونے سے پہلے تھی سامنے لاؤ۔ پھر خدا کی بے نیازی سے ڈرو۔ اور جب تک انجام بخیر نہ ہو اور موت زندگی کا فیصلہ نہ کر دے۔ اپنی حالت کو اطمینان کی نظر سے نہ دیکھو۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو نبی کریم کی بعثت قرار دینا غالیوں کا سرتاپا غلط فعل ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو "اہل غلو" کا فعل اپنا نہیں معلوم ہوتا بلکہ عین حضرت اقدس مسیح موعود کے منشاء اور حضور کی تعلیم کے مطابق ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں عبارات ذیل۔

"جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام پر ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں ایک بعث محمدی۔ دوسرا بعث احمدی۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

اس صفحہ سے دو صفحے پہلے یعنی صفحہ ۹۴ پر آپ فرماتے ہیں

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴)

ان عبارات سے تو صرف اسی قدر واضح ہوا کہ اور نبیوں کا صرف ایک ہی بعث ہوا کرتا تھا لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور ہر ایک مومن کا جیسا کہ یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لائے ایسا ہی یہ بھی فرض ہے کہ وہ نبی کریم کے دو بعثوں پر ایمان لائے

اسی کتاب میں حضرت مسیح موعود تعیین بھی فرماتے ہیں کیونکہ جب یہ بات بہ نصوص ثابت ہے کہ آنحضرت کے دو بعث ہیں اور یہ بات بھی متحقق ہو چکی کہ آنحضرت کا بعث اول ظہور فرما چکا۔ اب ضرورت ہے کہ اس وجود باجود کو بھی تلاش کیا جائے کہ جو دوسرے بعث کا مورد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ضرور ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے۔ وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵)

اس عبارت کو پہلے حوالوں کے ساتھ ملا کر پڑھو مطلب نہایت واضح ہے۔ آنحضرت کے دو بعث ہیں۔ اور دوسرا بعث مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے۔

اسی پر بس نہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"والیہ اشار سبحانہ فی قولہ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم ففکر فی قولہ آخرین۔ و انزل اللہ علی فیض ھذا الرسول فاتمہ و اکملہ وجذب الی لطفہ وجودہ حتی صار وجودی وجودہ فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ سیدی خیر المرسلین وھذا ھو معنی و آخرین منہم کما لا یخفی علی المتدبرین ومن فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم اسی بات کیطرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ کی طرف غور کرو اور خدا نے مجھپر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری

جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ یہی معنی آخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں جیساکہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

کیوں جناب مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی مہاجر دار الحزان پیغام بلڈنگ لاہور فرمایئے کہ یہ اقوال جو پیش کئے گئے ہیں انہی لوگوں کے ہیں جن کو آپ غالی فرماتے ہیں۔ یا اس شخص کے پاک منہ کی باتیں ہیں جس کے الہامات کو آپ اپنی افضلیت منوانے کے لئے بطور استدلال پیش کیا کرتے ہیں اور کبھی فرمایئے کہ دھوکا میں پڑے ہوئے ہم ہیں جو حضرت مسیح موعود کو حضور علیہ الصلوٰۃ کی ہی تبعیت میں بعث ثانی اور مظہر اتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یقین کرتے ہیں۔ یا آپ جو ان الذین آمنوا ثم کفروا . . . . کے مصداق ہو کر ان بدیہیات کا انکار فرما رہے ہیں جن سے بقول حضرت مسیح موعود انکار کرنا:- " ولا ینکرہ الا الذی کان من العمین" نبی کریم جیساکہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ ...... اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا

اور پھر کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ مولوی صاحب بڑی جرأت سے فرماتے ہیں کہ چونکہ غالیوں نے حضرت مسیح موعود کو آنحضرت کا بعث ثانی قرار دیا ہے۔

"اس وجہ سے ان بیچاروں (مبائعین۔ ناقل) کو حضرت صاحب کا نبی کامل۔ اور رسول حقیقی ماننا ضروری ہو گیا" (پیغام ۲۳- ستمبر صفحہ ۳ کالم ۳)

حالانکہ نہ ہم نے خود اپنی طرف سے بطور افترا حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کا بعث ثانی قرار دیا اور نہ خود اس وجہ سے حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول قرار دیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود نے خود اپنا آنحضرت کا بعث ثانی ہونا بدلائل قرآنیہ ہمیں سمجھایا۔ جس سے افسوس ہے کہ مولوی صاحب سمجھ بوجھ کر اس آخری عمر میں انکار فرما رہے ہیں۔ اور نہ ہم نے خود حضور کو بوجہ بعث ثانی ہونے کے نبی قرار دیا۔ بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی جہاں یہ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث ثانی ہوں اور اس سے انکار بجز اندھوں کے اور کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ وہاں حضور نے یہ بھی فرمایا کہ میں نبی بھی ہوں

اس وقت مجھ پر لازم نہیں کہ وہ حوالجات اور دلائل دوں جن کی وجہ سے حضور نبی ہیں۔ لیکن میں وہ حوالجات دیئے بغیر اس مضمون کو ختم نہیں کر سکتا جن میں حضور نے فرمایا ہے کہ میں بوجہ آنحضرت صلعم کا بعث ثانی ہونے کے نبی و رسول ہوں چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل حوالجات۔ فرماتے ہیں

" واعلموا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما بعث فی الالف الخامس کذالک بعث فی آخر الالف السادس باتخاذہ بروز المسیح الموعود

" اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیساکہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے" خطبہ الہامیہ

فرمایئے مولٰنا اس بعثت میں نبوت کو آپ کس طرح الگ کر سکتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:- "مسیح موعود کی نبوت ظلی ہے۔ کیونکہ بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین - صفحہ ۴۳)

اور پھر حضرت اقدس ایک غلطی کے ازالہ میں فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہوں لہذا۔" بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی۔ جبتک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:- "میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ)

اسی طرح ہمارے سردار سلطان الابرار حضرت احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں کہ:- "میں نبی اور رسول ہوں باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوۃ کا کامل انعکاس ہے

غرض میں کہاں تک حوالے پیش کرتا چلا جاؤں۔ اسکی کوئی حد بھی ہے کیونکہ مولوی صاحب نے جس قول کو غالیوں کا قول قرار دیکر "از سر تا پا غلط" "تمام تر محض غلط و باطل" فرمایا ہے وہ اول تو خود ہمارا ایجاد نہیں دوسرے حضرت اقدس کی کتابیں اس مسئلہ کے بیان سے پر ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ مولوی صاحب جس کو غالیوں کا قول قرار دیکر بالبداہت باطل فرماتے ہیں۔ وہ باطل نہیں وہ عین حق ہے۔ "کما ثبت بالبراہین" دوسرے اس کو باطل قرار دینا اپنے باطل پر ہونے کی دلیل اور روحانی نابینائی کا ثبوت ہے جیساکہ حضرت نے فرمایا کہ میرے بعث ثانی نبی کریم ہونے سے بجز قوم عمین [illegible] کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔

پس ایک طرف حضرت اقدس کا فیصلہ موجود ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث ثانی ہوں۔ دوسری طرف مولوی محمد احسن کہتے ہیں کہ یہ محض غلط اور باطل ہے۔ اب میں تمام حق پسندوں سے جو محض حسن ظنی کی بنا پر غیر مبائعین کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ تمہارا اس امر میں کیا فیصلہ ہے۔ کیا تم خدا کے مسیح اور حکم و عدل کے فیصلہ کو قبول کرنے کو طیار ہو یا مولوی محمد احسن کے۔ اگر تم مسیح موعود کے فیصلوں کو قبول کرو گے تو تمہارے لئے مبارکی ہے۔ ورنہ یاد رکھو کہ حضرت اقدس کا فتویٰ اس شخص کے متعلق سخت ہے جو حضور کی جماعت میں سے کہلا کر حضور کے فتوے کو قبول نہیں کرتا۔ حضرت فرماتے ہیں:- "جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اور اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ حاشیہ صفحہ ۱۸)

اب مولوی محمد احسن صاحب خود سوچ لیں کہ وہ جو کہ صریحاً حضرت مسیح موعود کے فیصلوں کو جھٹلا رہے ہیں۔ ان کا کہاں تک اس پاک وجود سے تعلق باقی رہ گیا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

حضرت مسیح موعود کے احمد موعود ہونے کا ثبوت

(از مولنا غلام رسول صاحب راجیکی)

ایک غیر مبائع کا سوال ہے کہ حضرت مرزا صاحب احمد موعود کیسے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ جمہور کے نزدیک بالاتفاق آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی بشارت کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیئے گئے۔ کیا محمد رسول اللہ کا حق چھین کر آپ کے کسی غلام کو دینا ایمان سوز بے ادبی نہیں۔

پیشگوئی اور اجماع

چونکہ یہ ایک ایسا سوال ہے جو غیر مبائعین کی طرف سے اکثر پیش کیا جاتا ہے اس لئے اس کا جواب ذرا تفصیل سے بذریعہ اخبار دیا جاتا ہے۔ احکام اور عملی شریعت میں جمہور کا کسی امر پر اتفاق ہو جانا اگر واقع قابل وثوق و معتمد علیہ ہے لیکن پیشگوئیوں کے متعلق ان کے ظہور اور وقوع سے پہلے جبکہ ان کی حالت محکم اور متشابہ دونوں صورتوں کا احتمال رکھتی ہے قبل از وقت ظہور ان کے متعلق محض رائے کو امر فیصل قرار دیکر اس پر قائم ہو جانا یا جمہور کا اس پر متفق ہونے کو اس کی صحت و صداقت کی دلیل قرار دینا یہ وہ بات ہے جس سے ایک قوم نے نہیں بلکہ آجتک جس قدر قوموں نے بھی ایسا خیال کیا ہے وہ اپنے اپنے موعود نبی اور موعود رسول کے متعلق ٹھوکر ہی کھاتی رہی ہیں۔ مثال کے طور پر یہود کا حضرت مسیح کے متعلق ٹھوکر کھانا اور یہود و نصاریٰ کا آنحضرت صلعم کے متعلق غلطی میں پڑنا ظاہر ہے۔ پھر کیا مسیح موعود اور مہدی موعود کی پیشگوئی کے متعلق امت کے لوگوں کا ٹھوکر کھانا ۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اور ذلت اٹھانا کچھ کم عبرت آموز سبق تھا۔ جواب سیدنا مرزا صاحب کے احمد موعود ہونے کے متعلق بحث اٹھائی جاتی ہے۔ کیا لوگوں نے آنے والے مسیح اور مہدی کو علیحدہ علیحدہ دو وجود اور ان کے محل ظہور کو الگ الگ دو مقام نہیں سمجھا ہوا تھا۔ جیسا کہ آج تک ہمارے مخالفین اس ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ آنے والا مسیح وہی پہلا مسیح اسرائیلی نبی ہے جو آسمان سے اُتر کر آنے والا ہے۔ اور آنے والا مہدی جو بعض کے نزدیک فاطمی اور بعض کے نزدیک عباسی اور بعض کے نزدیک فاروقی اور بعض کے نزدیک فرد من افراد الامت اور جس کا مقام ظہور بعض کے نزدیک مکہ بعض کے نزدیک مدینہ۔ بعض کے نزدیک خراسان بعض کے نزدیک کدعہ بستی ہے۔ وہ مسیح اور ایسا مہدی مرزا صاحب نہیں ہو سکتے۔ لیکن خدا نے کہ جس کی شان لا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء اور یفعل ما یشاء اور یخلق ما یشاء اور علی کل شیء قدیر ہے اس نے اپنے موعود کو لوگوں کے امتحان اور تمحیص کی خاطر باوجود تبیین علامات اور حل معضلات پھر اپنی پوشیدہ در پوشیدہ حکمتوں اور مصلحتوں سے اپنے منشاء کو غیر معین اور مخفی رکھا۔ اور جب تک موعود کے ظہور کا وقت نہ آیا خدا کے اسرار کو کوئی بھی صحیح طور پر نہ سمجھ سکا اور نہ ہی قطعی طور پر کسی کی رائے فیصل اور صائب ثابت ہوئی۔ لیکن خدا کی پیشگوئی کے ظہور کا جب وقت آیا۔ اور امر حقیقت کو مغیبات اور اسرار مخفیات کے پردوں سے نکال کر منصۂ ظہور پر لایا گیا تو عقلیں حیرت میں ڈوب گئیں۔ اور علوم جہالت سے بدل گئے اور ایسا ہوا کہ مہدی اور مسیح بجائے دو کے ایک ثابت ہوا۔ اور آسمان اور عرب و خراسان کی جگہ ہندوستان سے پنجاب اور پنجاب سے قادیان ظہور میں آیا۔ اور دعوے کے ساتھ آسمانی اور زمینی نشانوں کی شہادت اور تصدیق سے وہ موعود جو پیشگوئی میں مہدی اور مسیح کے لقب سے مشہور چلا آتا تھا بموجب حدیث صحیح لا مھدی الا عیسیٰ اور اماماکم منکم حضرت مرزا صاحب احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئے اب ان واقعات مشہودہ کے ہوتے ہوئے کہ جن سے اب تک ایک دنیا ششدر اور حیرت زدہ ہو کر اپنے علم و فضل کے دعوے پر نادم ہو رہی ہے اور خدا کے عجائب در عجائب اسرار سے حیران اور انگشت بدندان ہے اس تغافل شعار انسان کو چاہئے تھا کہ آئندہ سنبھل کر قدم اٹھاتا۔ اور حتی الوسع اپنی زبان کو تہذیب و تادیب کی لگام سے قابو میں رکھتا لیکن افسوس کہ اس ہلوع اور جزوع انسان نے ایسا نہ کیا اور ایک ٹھوکر کے مشاہدہ کرنے کے بعد دوسری ٹھوکر کھانے کے لئے طیار ہو گیا۔ خدا اپنا رحم کرے اور صحیح فہم و ادراک نصیب کرے۔ اور لغزشوں سے محفوظ رکھے کیونکہ اگر وہ دستگیری نہ فرمائے تو انسان آوارۂ دشت ضلالت ہو کر کہیں کا کہیں بھٹکے پھرتا ہے سوال ہوتا ہے کہ مرزا صاحب احمد موعود کیسے ہو گئے سو اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ جس طرح آپ مہدی و مسیح ہو گئے اسی طرح احمد موعود ہو گئے۔ اور جس خدا نے آپ کو مسیح اور مہدی بنایا اسی نے آپ کو احمد موعود بنا دیا اور اگر آپ کے احمد موعود ہونے کے متعلق حیرت ہے کہ یہ کس طرح۔ تو کیا یہی حیرت آپ کے مسیح و مہدی ہونے کے متعلق آج تک ہمارے مخالفین کو دامنگیر نہیں ہو رہی۔ پھر جب مسیح موعود سے پہلا مسیح اور مہدی معہود سے پہلا مہدی (یعنی آنحضرت کیونکہ مہدی آپ کا لقب ہے جیسا کہ مسیح لقب ہے حضرت عیسیٰ کا) مراد نہیں بلکہ آنے والا موعود مراد ہے جو حضرت مرزا صاحب ہیں تو احمد موعود جو اپنے اسم کے لحاظ سے نکرہ بھی نہیں بلکہ معرفہ ہے۔ اس سے کیوں حضرت مرزا صاحب مراد نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ خدا کی بیّن وحی آپ کو احمد اور یا احمد وغیرہ کے بار بار کے خطاب سے احمد ٹھہراتی ہے۔

اور یہ والدین کا احمد اور غلام احمد نام رکھنا کوئی ایسی بات نہیں جو خدا کے احمد نام رکھنے کے بالمقابل کچھ بھی اثر رکھتا ہو۔ کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے ہیں جن کے والدین نے ان کا نام غلام احمد نہیں بلکہ احمد رکھا لیکن جب خدا نے ان کے احمد ہونے کے متعلق کوئی شہادت نہیں دی اور نہ ہی اپنی وحی سے انہیں احمد ٹھہرایا تو کیا والدین کے احمد نام رکھنے سے وہ اس بات کے مدعی ہو سکتے ہیں کہ چونکہ ہمارے والدین نے ہمارا نام احمد رکھا ہے۔ پس کیونکہ

احمد موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہم ہیں۔ اگر یہ صورت بجائے خود قابل تسلیم ہے تو پھر دنیا میں ایسے مدعیوں کی کوئی حد بھی ہو سکتی ہے۔ اور یا ان کا دعویٰ اس قابل ہو سکتا ہے کہ اسے یوں ہی رد کر دیا جائے۔

اور اگر صرف والدین کا احمد نام رکھنا یا نہ رکھنا بجائے خود کوئی ایسی بات نہیں۔ کہ جو قبول اور رد کے قابل ہو بلکہ ضروری ہے کہ احمد موعود ہونے کے لئے جیساکہ خدا نے اپنے پیشگوئی کرنے والے ملہم اور رسول کی وحی اور الہام میں احمد نام رکھا اور بتایا کہ ہم ایک آنے والے موعود کا نام احمد رکھتے ہیں جو بعد میں کسی وقت پیدا کیا جائیگا۔ ایسا ہی جو شخص کہ خدا کے نزدیک اس کے علم میں احمد موعود ہونے والا ہے۔ اور جو اس پیشگوئی کا مصداق حقیقی ہے اسے بھی وحی اور الہام کے ذریعہ سے بتایا جائے کہ وہ آنے والا احمد موعود تو ہی ہے۔ اب اس اصل کے رو سے جو عند العقل والنقل درست اور حق ہے ہم ایک طرف خدا کے اس کلام کو دیکھتے ہیں جو مسیح پر نازل ہوا اور جس میں خدا نے آنے والے موعود کا نام احمد رکھا۔ اور دوسری طرف آنحضرت اور حضرت مرزا صاحب کی وحی کو دیکھتے ہیں کہ احمد کے نام سے خدا نے کس کو اپنی وحی میں مخاطب فرمایا۔ تو سارے قرآن کو جو آنحضرت کی وحی ہے پڑھ جاؤ اس میں بجز پیشگوئی کے الفاظ کے جو عیسیٰ کی زبان سے بطور حکایت منقول کئے گئے۔ کسی مقام میں بھی احمد نام نہیں۔ لیکن جب ہم حضرت مرزا صاحب کی وحی پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں پہلے ہی اس وحی الٰہی پر نظر پڑتی ہے کہ یا احمد بارك الله فيك پھر ایسا ہی اس کے بعد لکھا ہے یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة۔ یا احمد فاضت الرحمة علی شفتيك۔ یا احمد یتم اسمك ولا یتم اسمی۔ بورکت یا احمد۔ انا ارسلنا احمد الی قومه الخ بشری لك یا احمدی

اب دیکھو اور غور کرو حضرت مرزا صاحب کی وحی جو قرآنی وحی کے بالمقابل بہت ہی قلیل ہے اس میں تو احمد نام سے مخاطبہ کا یہ تکرار لیکن قرآن میں آنحضرت کو احمد نام سے ایک دفعہ بھی مخاطب نہ کرنا کیا اس سے صاف طور پر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی وحی احمد موعود کی پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو ٹھہراتی ہے۔ اور اگر حضرت مرزا صاحب کا نام والدین نے بجائے احمدؑ یا غلام احمدؑ کے محمدؐ اور موسیٰ بھی رکھا ہوتا تو بھی آپ کے احمد موعود ہونے کے لئے خدا کی وحی اور خدا کی شہادت کافی تھی اور الہامات منقولہ بالا خصوصاً الہام بشری لك یا احمدی سے تو اس کی اور بھی توضیح ہوتی ہے کہ احمد موعود کی پیشگوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور بشرے کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہی ہیں کیونکہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ اے میرے احمدؑ بشارت یعنی وہ بشارت جو عیسیٰ کی وحی کے ذریعہ دی گئی وہ تیرے لئے ہی ہے۔ اس الہام میں بشرے اور احمدی کا لفظ نہایت ہی قابل غور ہے کیونکہ بشرے کا لفظ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کے الفاظ سے لفظ مبشر کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ جو بشارت اور بشری سے نکلا ہے اور احمد کا لفظ اسمه احمد کیطرف اور احمدی کی یائے متکلم اس بات کی طرف کہ خدا کا وہ موعود کہ جس کی خدا نے عیسیٰ کی معرفت بشارت دی وہ یہی احمد ہے جس کے احمد ہونے کی نسبت کسی غیر کی طرف نہیں بلکہ اس کے موعود ہونے کی وجہ سے خدا کی طرف ہے۔ اور لك کا لفظ تو اور بھی اس کو نور علی نور کر دیتا ہے جس سے حقیقت کا انکشاف بتمام وکمال ظہور میں آجاتا ہے۔ کیونکہ لك سے ظاہر ہے کہ احمد موعود ہونے کی بشارت محض آپ ہی کے لئے ہے نہ کسی اور کے لئے۔ وهو المطلوب۔

انا بشارت عیسیٰ کے معنے

پھر سوال کیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے انا بشارت عیسیٰ فرمایا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد والی پیشگوئی اور بشارت کے مصداق آنحضرت ہی ہیں تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت بشارت عیسیٰ کے مصداق ہیں لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ نے دو موعودوں کے متعلق پیشگوئی کی تھی جن میں سے ایک کے مصداق آنحضرت ہیں۔ اور دوسری کے مصداق حضرت مسیح موعود اس لئے آنحضرتؐ کا انا بشارت عیسیٰ فرمانا اس پیشگوئی کے متعلق ہے جو آنحضرتؐ کے متعلق ہے نہ اس پیشگوئی کے متعلق جو حضرت مسیح موعود کی نسبت فرمائی گئی کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے کہیں یہ فرمایا ہو کہ میں احمد والی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ جب یہ کہیں سے ثابت نہیں تو اپنی طرف سے بات بنا کر پیش کرنا کیونکر قابل اعتبار ٹھہرا۔ ہاں اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت حضرت عیسیٰ کی ایک پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ لیکن وہ احمد والی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ وہ وہی پیشگوئی ہے جو انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۲۱ میں یوں لکھی ہے "تب انھوں نے اس (یوحنا) سے پوچھا تو اور کون ہے۔ کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں ..... انھوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے"

انجیل کے ان الفاظ میں وہ نبی کا لفظ آنحضرت کی پیشگوئی میں ہے جس کے متعلق یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ و ۲۶ میں "تسلی دینے والا" اور یوحنا باب ۱۴- آیت ۳۰ میں "اس جہان کا سردار آتا ہے" اور لوقا باب ۲۴- آیت ۴۹ میں "اپنے باپ کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں"- وغیرہا کے الفاظ میں بھی پیشگوئی کی گئی۔ یہ وہ پیشگوئی ہے کہ جس کے مصداق آنحضرت ہی ہیں اور جس کے مصداق ہونیکی وجہ سے آنحضرت نے انا بشارت عیسیٰ کا فقرہ فرمایا۔ اب اس پیشگوئی کے متعلق ہم مبائعین میں سے خدا کے فضل سے کسی کو بھی کلام نہیں۔ لیکن حضرت مسیح کی دوسری پیشگوئی کہ جس میں انھوں نے اپنے دوبارہ آنے کے متعلق پیشگوئی فرمائی جیساکہ متی باب ۲۴ و ۲۵ وغیرہ مقامات سے ظاہر ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر متی باب ۲۵- آیت ۳۱ کو دیکھو وہاں لکھا ہے "جب ابن آدم اپنے جلال سے آویگا۔ اور سب فرشتے اس کے ساتھ تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا۔ اور سب قوم اس کے آگے حاضر کی جائیگی۔ الخ

اب اس مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی جو العود احمد

کی مصداق ہے۔ اس کا مصداق حضرت مسیح موعود کا وجود ہے کیونکہ احمد کا لفظ از روے لغت مذکورہ مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے معنوں میں مسیح موعود کے مصداق ٹھہرانے میں جس قدر قوت دلالت اپنے اندر رکھتا ہے آنحضرت کے مصداق ٹھہرانے میں نہیں رکھتا۔ اور حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا۔ اور آنحضرت کا مسیح موعود نہ ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مرزا صاحب ہی احمد ہیں۔ نہ آنحضرت۔ کیونکہ احمد موعود العود احمد کے معنوں میں وہ شخص ہو سکتا ہے جو مسیح موعود اور مسیح کی آمد ثانی کا مصداق ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کا مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں۔ نہ آنحضرت اسی لئے مسیح موعود کا خطاب حضرت مرزا صاحب کو ملا نہ آنحضرت کو۔ اور تعجب ہے کہ غیر احمدی اور غیر از جماعت (غیر مبائعین) آنحضرت کے مسیح موعود نہ ماننے میں تو کوئی ہتک نہیں سمجھتے۔ لیکن احمد موعود کے نہ ماننے میں ہتک سمجھتے ہیں حالانکہ احمد موعود اپنی حقیقت کے لحاظ سے مسیح موعود ہی نہ غیر۔

اور اگر مسیح کی آمد ثانی کا مصداق مسیح موعود ہے نہ آنحضرت حالانکہ مسیح کے بعد کا رسول آنحضرت تھے نہ مسیح موعود تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جب مسیح موعود کو مسیح کی آمد ثانی کا مصداق قرار دیا جائے تو بجا سمجھا جائے لیکن جب اسمہ احمد کا مصداق ٹھہرایا جائے تو اس پر تعجب حیرت۔ اور شور۔ اور واویلا۔ کیا اسمہ احمد کے لئے اگر من بعدی کا لفظ مسیح موعود کو احمد موعود کا مصداق قرار دینے میں مانع ہے تو مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کہ جس کے لئے بعد کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا بلکہ کہا کہ جب تک یہ سب کچھ نہ ہو لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے (متی باب ۲۴۔ آیت ۳۴۔) ایسے قریب زمانہ پر دلالت کرنے والے الفاظ کا مصداق آنحضرت کے تیرہ سو سال بعد کیونکر صحیح تسلیم ہوا۔ حالانکہ اسمہ احمد کا مصداق کہ جس کے لئے بعدی نہیں بلکہ من بعدی فرمایا گیا اس کو اگر آنحضرت کے بعد مسیح موعود کو ٹھہرایا جائے تو اس پر اتنا شور اور غل کہ الاماں۔

من بعدی کے معنی | نرا بعدی نہیں

بلکہ من بعدی کہنے کا یہ مطلب ہے کہ بعد ظرف کے علاوہ اسم بھی ہے جیسے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا میں فوق باوجود ظرف ہونے کے اسم واقع ہوا۔ اور بعد اسم ہونے کی صورت میں آنحضرت مراد ہونگے۔ اور اس صورت میں یاتی من بعدی (اسمہ احمد) کا یہ مطلب ہوگا کہ میں اس رسول کی بشارت دینے والا ہوں کہ جو میرے بعد کا نہیں بلکہ میرے بعد آنے والے رسول سے ہوگا۔ یعنی آنحضرت کا امتی اور آپ کے فیض سے فیض یافتہ ہوگا۔ اور پھر مِن کی تائید میں امتیازی معنوں کے افادہ میں اسمہ احمد کے فقرہ سے بات کو اور بھی واضح کر دیا کہ جس رسول کی بشارت کو اس موقع پر بیان کرنا مقصود ہے اس کا نام احمد ہے۔ احمد کے اسم سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میرے بعد دو رسول آنے والے ہیں ایک بعد کی صفت والا جس کا نام محمد ہے اور جس کی پیشگوئی کا مفصل ذکر سورہ فتح میں بیان فرمایا جہاں محمد رسول اللہ والذین معہ فرما کر اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل یعنی یہ پیشگوئی محمد رسول اللہ کی جو مع آپ کے صحابہ کے بیان فرمائی گئی۔ یہ جس طرح سے بیان کی گئی اسی طرح سے تورات اور انجیل دونوں میں مذکور ہے۔ یعنی جس طرح محمد رسول اللہ کی پیشگوئی تورات میں ہے اسی طرح سے انجیل میں بھی ہے۔ دوسرا من بعد کی صفت والا جس کا نام احمد ہے۔ اور جس کی پیشگوئی انجیل میں مسیح کی آمد ثانی کے معنوں میں ہے۔ اور جمالی ظہور کے بعد اس کا جلالی حلہ میں ظہور العود احمد کے معنوں کی اور بھی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن باایں کہ مسیح کی آمد ثانی جو جلالی ظہور کے ساتھ ہونے والی تھی آنحضرت کی نیابت میں محمدیت کے مظہریت کے مقام میں ہاں اس مقام میں جو قمر کو شمس کی مظہریت سے ہے جمالی حالت میں ہے۔ لیکن چونکہ مسیح محمدی استفاضہ سے ترقی میں ہے۔ اس لئے مظہریت کے اس مرتبہ پر جا پہنچا جو آئینہ کو حاصل ہے۔ اور اس ترقی سے پہلے اگر وہ شمس کے مقابلہ میں بمرتبہ مظہریت قمر تھا تو اس کے بعد وہ آئینہ صفت ہو کر بمرتبہ مظہریت شمس کے بالمقابل قمر نہیں۔ بلکہ شمس کی صورت میں ہی ظاہر ہوا جیسا کہ اس ترقی کی طرف الہام یا قمر یا شمس بھی اشارہ کرتا ہے کہ پہلے آپ کو قمر فرمایا پھر بعد اس کے شمس۔ اور یہی وہ مرتبہ ہے جس میں خاتم الانبیاء کے مظہر اتم ہونے سے آپ کو خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کا مرتبہ عطا کیا گیا جو دراصل خاتم الانبیاء کا ہی مرتبہ ہے۔

الغرض اسمہ احمد کے کہنے سے مسیح نے اپنی پیشگوئی میں دو رسولوں محمدؐ اور احمدؑ سے احمدؑ کا نام لیکر بتایا کہ یہ پیشگوئی محمد کے لئے نہیں بلکہ احمد کے لئے ہے اور گو صفت کے لحاظ سے احمد آنحضرت بھی ہیں۔ بلکہ وصفی طور پر آپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی احمد نہیں۔ لیکن سوال اس جگہ پیشگوئی والے احمد کے متعلق ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ سو تحقیق اور قرائن مجبور کرتے ہیں کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو ہی تسلیم کیا جائے نہ غیر کو۔ اور یہ کہنا کہ آنحضرتؐ نے آنے والے مسیح کو اسمہ احمد والی پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دیا۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ انکار بھی تو کہیں نہیں فرمایا۔ ہاں آنے والے موعود کو مسیح قرار دیکر العود احمد کے معنوں میں مسیح موعود کے احمد ہونے کا اقرار ہی ثابت ہوتا ہے۔

اور آنحضرتؐ کا انا احمد کہنا کہ میں احمد ہوں آپ کے صفاتی ناموں حاشر۔ عاقب۔ ماحی کی طرح ہے۔ اور اسم محمد کو بھی ساتھ ذکر کرنا ساتھ کے اسماء کے لحاظ سے صفت کے طور پر ہے۔ ورنہ اسم علم آپ کا صرف محمد ہے ولا غیر۔

اور فلما جاءھم بالبینات سے یہ استدلال کرنا کہ اسمہ احمد کے بعد جاء کو فعل ماضی لانا پھر اُسے لما کے ساتھ ذکر کر کے ماضی کے معنوں میں مخصوص کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسمہ احمد والی پیشگوئی زمانہ نزول وحی کے وقت سے پہلے وقوع میں آچکی تھی اور اسے زمانہ مستقبل کے لئے تجویز کرنا

لما جاء کی توجیہ مذکور کیوجہ سے بالکل ناجائز اور دور از کار ہے۔

سو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ جاء کی ضمیر مستتر کا مرجع۔ بعض نے عیسیٰ کو قرار دیا ہے۔ اور بعض نے احمد کو۔ اور آنحضرت کو تو محض فلما جاء کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ لیکن اسمہ احمد بتاتا ہے کہ احمد نام والا اس کا مصداق ہے۔ نہ غیر۔

اور پیشگوئی کو ماضی کے صیغوں میں بیان کرنا قرآن کریم کا عام طرز ہے۔ جیساکہ سورۂ ملک میں فرمایا کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی ...... وقالوا لوکنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر۔ اب دیکھو۔ ان الفاظ میں لفظ القی۔ لفظ قالوا جو دو دفعہ استعمال ہوا ماضی کا صیغہ ہے۔ لیکن اس کا استعمال مستقبل کے معنوں میں کیا گیا۔ اور یہ کہنا کہ ان صیغوں کے ساتھ لما کا استعمال نہیں ہوا۔ اگر ان صیغوں پر لمّا آتا تو یقیناً ماضی کے ہی معنوں میں یہ صیغے استعمال ہوتے تو اس وہم کے دور کرنے کے لئے ذیل کی تین مثالیں بطور شہادت قرآن سے ہی پیش کی جاتی ہیں۔ دیکھو سورۂ یونس کی آئت ذیل

واسرّوا الندامۃ لمّا راوا العذاب پھر سورۂ ابراہیم رکوع ۴ کی پہلی آیت کو پڑھو وقال الشیطٰن لما قضی الامر پھر سورۂ شوریٰ کی آیت ذیل کو پڑھو۔ وتری الظّٰلمین لمّا راوا العذاب۔ اب دیکھو ان تینوں آئتوں میں باوجودیکہ ماضی کے صیغے استعمال کئے گئے۔ اور لمّا بھی لایا گیا۔ لیکن پھر بھی صیغہ ماضی بمعنی مستقبل استعمال کیا گیا۔

اب اس استشہاد کے بعد امید ہے کہ لما جاء ہم کے لمّا اور صیغہ ماضی کے عذر کو پھر نہیں پیش کیا جائیگا۔ علاوہ اس کے احمدؐ اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت ہی حمد کرنے والا۔ اور محمد کے معنی ہیں بار بار حمد کیا گیا۔ اب غور کرنا چاہئے کہ محمد کا اسم جو آنحضرتؐ کے مقام افاضہ کا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ افاضہ سے ہی انسان کی بار بار حمد اور تعریف کی جاتی ہے

....

.... اور احمد کا اسم استفاضہ کو چاہتا ہے۔ کیونکہ کسی کا حمد کرنا استفاضہ کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ مستفیض احتیاج۔ تبعیت اور حادیت کو چاہتا ہے۔ اور مفیض۔ افاضہ متبوعیت اور محمودیت کو۔

اب اس صورت میں غور کرنے والوں پر بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ محمدؐ کو احمدؐ قرار دینے میں آیا آنحضرت کی عزت ہے یا ہتک۔ یہ نادان لوگ اپنی ضد میں آکر نہیں سمجھتے کہ کیا کہے جاتے ہیں۔ لیکن اگر علم و خرد سے کام لیں تو انھیں معلوم ہو جائے کہ آنحضرتؐ کے محمدؐ ہونے کے بعد۔ آپ کو احمد قرار دینا آپ کی کس قدر ہتک ہے۔ اور مسیح موعود کا آپ کی اتباع اور استفاضہ میں احمد ہونا آنحضرت کی محمدیت کی تصدیق عملی ہے۔ کیونکہ آنحضرت کا محمد ہونا چاہتا ہے کہ آپ کے لئے آپ کی اتباع اور استفاضہ سے کوئی احمد ہو جو آنحضرت کی محمدیت کا عملی طور پر تصدیق کرنے والا ہو۔ سو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی اتباع اور استفاضہ سے کمالات نبوت کو حاصل کرکے نبوت کا وہ مرتبہ حاصل کیا کہ جس سے آنحضرت کے افاضہ کی بہت بڑی شان ظاہر ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے ہر کمال کو آنحضرت کے افاضہ کی طرف منسوب کرکے بار بار اپنی احمدیت اور آنحضرت کی محمدیت کا اظہار فرماتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے نبی ہونے کے ساتھ بروزی اور ظلی اور مظہر وغیرہ الفاظ کو لگا کر اس بات کا اظہار کیا کہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ آنحضرت کا ہے۔ اور آنحضرت سے ہی حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت کے مقاصد کی پیروی اور آپ کی شان اور شوکت اور عظمت کے اظہار کی خاطر ہے۔

اب اس صورت میں احمدؐ مسیح موعود کو قرار دینا مناسب ہوا۔ یا آنحضرتؐ کو۔

فتدبروا یا اولی الالباب

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

بجواب

ایڈریس انجمن احمدیہ شملہ

اس تقریر میں غیر از جماعت لوگوں سے فیصلہ کے دو طریق درج ہیں۔ اس سے پہلے ہمارے رپورٹر نے اپنے الفاظ میں ان کا خلاصہ لکھا تھا۔ اب مصدقہ تقریر پہنچگئی ہے۔ گو تمام تقریر نہیں ہے۔ امید ہے مولوی محمد علی صاحب جلد توجہ فرمائیں گے۔

(نائب مدیر)

۹- ستمبر ۱۹۱۶ء کو سکرٹری انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بڑے اخلاص اور جوش محبت کے ساتھ ایک لمبا اور پر اخلاص ایڈریس پڑھ کر پیش کیا اس کے جواب میں سیدنا فضل عمرؓ نے باوجود بیمار ہونے کے ایک تقریر فرمائی جسے خاکسار نے اسوقت لکھ لیا۔ لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ وہ اصل تقریر مجھ سے گم ہو گئی اور باوجود تلاش بسیار نہ ملی۔ اس لئے اب میں اپنی یادداشت سے وہ تقریر لکھتا ہوں وما توفیقی الا باللہ

جواب ایڈریس

میں اگرچہ بیمار ہوں اور گلے میں درد ہے۔ اور میرا ارادہ آج تقریر کرنیکا نہ تھا۔ لیکن بعض وقت انسان کو اپنے ارادے کے خلاف مجبوراً کرنا ہی پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقعہ پر جلسہ کے دنوں میں بوجہ بیماری باہر تشریف نہ لاسکے لوگ حضرت صاحب کو دیکھنے اور آپ کا کلام سننے کے بہت خواہشمند تھے۔ کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ میاں صاحب جاکر ابا سے کہو کہ حضور باہر تشریف لاویں۔ میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ میں نے جاکر حضرت صاحب سے اسی طرح کہدیا۔ اس پر حضرت صاحب خفا ہوئے اور فرمایا کہ میاں کیا تم نہیں جانتے کہ میں بیمار ہوں۔ تم نے کیوں خود ہی ان لوگوں کو جواب نہ دیدیا میرے پاس کیوں آئے۔ میں واپس آگیا۔ اور آکر ابھی لوگوں سے یہ واقعہ بیان ہی کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ حضرت صاحب بڑی مسجد کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور آپ کی

وہاں تقریر ہوگی - اب میں دل میں بہت شرمندہ ہو رہا تھا- کیونکہ مجھے خیال آیا کہ میں تو ابھی آپ سے پوچھ کر آیا تھا - اور حضرت صاحب کے کہنے کے مطابق ہی ان لوگوں کو بتا رہا تھا کہ حضرت صاحب بیمار ہیں وہ نہیں آ سکتے- اب یہ لوگ کہیں گے کہ شاید میں نے یہ بات یونہی آ کر کہہ دی تھی - سو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باوجود بیماری کے اور باوجود ارادہ نہ ہونے کے بھی انسان کو بولنا ہی پڑتا ہے۔

ایڈریس میں چونکہ مبائعین (جماعت احمدیہ) اور غیر مبائعین (غیر از جماعت) کے جھگڑے کا ذکر آ گیا ہے جس کے ساتھ بحیثیت خلیفہ ہونے کے میرا بھی تعلق ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق میں کچھ ضرور کہوں شملہ ایک ایسا مقام ہے کہ جسے اور جگہوں کی نسبت اس جھگڑے میں ایک خصوصیت حاصل ہے - اور وہ یہ کہ یہاں باوجود سخت اور لمبے مباحثوں کے ہو چکنے کے بھی ابھی تک کوئی صورت فیصلہ کی نظر نہیں آتی - اور یہ جھگڑے ختم ہوتے نظر نہیں آتے - اور جگہوں میں بھی فتنہ ہوا - لیکن کچھ جھگڑے کے بعد فریقین میں فیصلہ ہو گیا - جنہوں نے نہ مانا وہ الگ ہو گئے اور جنہوں نے مانا وہ الگ اور آپس میں کوئی تعلق باہمی باقی نہ رہا- اور جھگڑا مٹ گیا مبائعین کو غیر مبائعین سے کوئی تعلق نہ رہا- اور غیر مبائعین کو مبائعین سے کچھ واسطہ نہ رہا- مگر یہاں صورت اس کے خلاف ہے - اور معلوم نہیں کہ کب تک یہی حالت رہے-

میں نے پہلے بھی کوشش کی تھی کہ کسی طرح ہم میں اور ہمارے مخالفین میں فیصلہ ہو جاوے - اور یہ روز کا جھگڑا مٹ جاوے - اور اس فیصلہ کے لئے میں نے مولوی محمد علی اور ان کے دوسرے اکابر کو مباہلہ کے لئے بلایا - مگر وہ مقابل پر نہ آئے - حالانکہ اس طرح سے جھگڑا بہت سہل طور پر مٹ جاتا تھا - سو میں اب بھی فیصلہ کے لئے دو طریق پیش کرتا ہوں جن سے بہت سہولت سے امور متنازعہ فیہ کا جھگڑا طے ہو جاتا ہے سو چاہئے کہ جماعت شملہ ہی غیر مبائعین (غیر از جماعت) شملہ کو اس طریق فیصلہ پر اپنے سرگروہوں کو مجبور کرنے کے لئے تحریک کریں - اور اپنے سرگروہوں کو میرے مقابل پر لا کھڑا کریں - اور پھر دنیا دیکھیگی کہ حق پر کون ہے میں اپنی ذات کو پیش نہیں کرتا - کیونکہ یہ کام تو انبیاء و مامورین کا ہے[1] بلکہ میں تو ان عقائد کو پیش کرتا ہوں جن پر میں قائم ہوں - اور وہ عقائد وہی ہیں جو مسیح موعود کے عقائد ہیں اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ میں نے ان عقائد کو بنا لیا ہے یا یہ وہ عقاید نہیں جو حضرت کی زندگی میں ہمارے تھے - بلکہ ہم نے عقائد کو تبدیل کر لیا ہے - سو میں یقین کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی میرے مقابلہ پر آئیگا اللہ تعالیٰ ان عقائد کا پاس کر کے میری مدد کریگا اور اسے مقابلہ میں نیچا دکھائیگا -

میرے نزدیک فیصلہ کے دو آسان طریقے ہیں :-

فیصلہ کا طریق اول

یہ ہے کہ قرآن لیکر ایک بچے کے ہاتھ میں دیدیا جائے - پھر وہ کسی ایک مقام کو نکال دے - تب اس مقام کی تفسیر ایک طرف میں لکھونگا - اور دوسری طرف مولوی محمد علی - یا اگر وہ اس کام کو نہ کر سکیں تو میرے مخالفوں کا کوئی قائم مقام جسے وہ اس کام کا اہل سمجھیں اور جس کی شکست کو اپنی شکست قرار دیں اسی مقام کی تفسیر لکھے - پھر دنیا دیکھیگی کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے - اور کسے اپنے کلام کے معارف و حقائق سمجھاتا ہے اور کون خدا کا پیارا ہے - اور کس کے عقائد خدا کے پسندیدہ ہیں اور بالمقابل کون ہے - جس کی عقل کو بھی خدا مسخ کر دے اور وہ قرآن کریم کی تفسیر میں فاش غلطیاں کرے کچھ لغت کی غلطیاں ہوں - اور کچھ صرف و نحو کی غلطیاں ہوں جنہیں ہر وہ شخص جو قرآن کو سمجھ سکتا ہو فوراً معلوم کر لے اور اس طرح نہ صرف اس کے علم کی پردہ دری ہو اور معلوم ہو جاوے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں - بلکہ یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ وہ باطل عقائد رکھتا ہے جن کی تائید خدا کو منظور نہیں[2]-

فیصلہ کا دوسرا طریق

فیصلہ کا دوسرا طریق یہ ہے کہ جب ہم بقول مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمخیال لوگوں کے مسلمانوں کو کافر کہنے والے ہیں - تو پھر ان کے خیال میں ہم کافر ہیں - اور یہ وہ بار بار کہتے بھی ہیں - تو اب ان کے خیال کے مطابق بھی ہم سے مباہلہ کرنا جائز ہے پس بہتر ہے کہ پہلے طریق کے ساتھ اس طریق کو بھی استعمال کیا جاوے تاکہ روز کا جھگڑا مٹ جائے - اور خدا فیصلہ کر دے گا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون یقیناً صادق پر رحمت الٰہی کا نزول ہوگا - اور کاذب پر خدا کی لعنت کی مار ہوگی - اور وہ خدا کے عذاب میں گرفتار ہوگا - میں نے یہ چیلنج آگے بھی انہیں دیا تھا - مگر وہ حیلے بہانوں سے ٹال گئے - کیونکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے - لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ وہ نکلیں اور ہمارے ساتھ مباہلہ کریں - اگر وہ خود ڈرتے ہیں اور انہیں خدا پر یہ بھروسہ نہیں کہ وہ مقابلہ میں ان کو بچا لیگا - حالانکہ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ مباہلہ میں اسی کو بچاتا ہے جو حق پر ہو - اور کاذب کو ہی تباہ کرتا ہے - تو اپنی جگہ کسی اور کو جسے وہ اور ان کے ہم خیال اپنا قائم مقام قرار دیں اور دیگر غیر مبائعین اس مقابلہ کے لئے لا دیں - لیکن شرط یہ ہوگی کہ وہ اس کی شکست و فتح کو اپنی شکست و فتح قرار دیں -

---

[1] اس کے یہ معنی نہیں کہ مباہلہ کرنا صرف انبیا کا کام ہے

[2] خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لا یمسہ الا المطھرون - یعنی قرآن پاک کے معارف کو بجز پاک اور مطہر لوگوں کے کوئی نہیں پا سکتا - اور یہ ظاہر امر ہے کہ اگر بقول مولوی محمد علی اور غیر مبائعین حضرت فضل عمر غلط عقائد پر ہیں جو نہ صرف غلط ہیں بلکہ دنیا کو گمراہ کرنے والے ہیں اور ایسے گمراہ کرنے والے کو دنیا میں ایسا سخت فتنہ ہے کبھی علمِ قرآن نہیں مل سکتا - خصوصاً جبکہ حق و باطل میں فیصلہ کا معیار علمِ قرآن قرار دیا جاوے - پس مولوی محمد علی کو اگر خدا پر اور اس کی کتاب پر ایمان ہے تو چاہیئے کہ وہ بلا خوف اس میدان میں نکل آوے - اور اگر یہ خیال ہو کہ حضرت میاں صاحب اس سے زیادہ علم رکھتے ہیں اس لئے ڈر ہو کہ وہ شکست کھا جائیگا تو چاہیئے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے عالم کو خواہ وہ کوئی ہو اپنی طرف سے اپنی جماعت کیطرف سے پیش کر دے لیکن اگر وہ نہ خود نکلا اور نہ کسی کو مقابل پر لایا تو سمجھا جائیگا کہ وہ نہ صرف باطل عقائد رکھتا ہے بلکہ یہ بھی کہ سے خدا اور

کسی پاگل کو مباہلہ کے لئے پیش کر دینا حالانکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ وہ مجنوں ہے۔ درحقیقت اپنا پیچھا چھڑانا ہے۔ اور صریحًا تقوے کے خلاف ہے۔ اور دراصل کسی مجنون کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن باوجود اس تصریح کے بھی اگر مولوی صاحب کسی مجنون انسان کو پیش کرنا چاہیں تو وہ یہ شائع کر دیں کہ مباہلہ میں ایسے شخص کی ہلاکت غیر مبائعین کے لئے حجت ہوگی۔ اور وہ اس فیصلہ کے لئے توبہ کریں گے۔ تو پھر اس سے مقابلہ کرنا بھی ہم منظور کریں گے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب اس میدان میں نہیں نکلینگے بلکہ اس موت کے پیالے کو طرح طرح کے حیلے بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کریں گے یا اپنی بلا کسی اور کے سر ڈالنا چاہیں گے۔ کیونکہ ان کو خدا پر اور اس کی کتاب پر ایمان نہیں۔ اور وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے عقائد دراصل باطل عقائد ہیں جو بعد میں انھوں نے ہماری دشمنی کے سبب بنائے ہیں۔ اور وہ خوب جانتے ہیں کہ خدا کی نصرت کا ہاتھ ہرگز ہرگز ان کے ساتھ نہیں۔ ان کی تمام جمعیت دراصل پراگندہ ہو چکی ہے اور ان کا اکثر حصہ ان سے علیحدہ ہو کر ہمارے ساتھ شامل ہو چکا ہے۔ اور ہوتا جا رہا ہے۔ (از تشحیذ الاذہان احمدی)

ف فیصلہ کے ان دونوں طریق کے متعلق یہ لازمی شرط ہوگی کہ اگر مولوی محمد علی صاحب خود مباہلہ سے گریز کریں اور اپنی جگہ کسی اور شخص کو مقرر کریں تو مجھے بھی اختیار ہوگا کہ اپنی جگہ کسی اور شخص کو مقرر کر دوں۔ گو میرے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ اپنے قائم مقام کی فتح و شکست کو اپنی فتح و شکست قرار دوں۔

---

(۱) ثنائی پیشگوئی

ثناء اللہ کے معاملہ میں مجھے دو دفعہ زک اٹھانی پڑی ہے دشمنوں سے نہیں۔ اپنے دوستوں سے۔ ایک تو جب میں پہلے پہل قادیان آیا تو میں نے بعض احباب سے عرض کی کہ ثناء اللہ کے تمسخر و استہزاء کا جواب نہ دیا جائے۔ صرف جو علمی بات ہو اس کا مختصر جواب ہوا کرے۔ شیخ یعقوب علی صاحب نے کہا۔ آپ اس کا تجربہ کریں۔ اعجاز احمدی کے قصیدہ پر ثناء اللہ کے اعتراض تھے ان کے جواب میں نے لکھے۔ اور قطعًا کوئی بات ایسی نہ لکھی جو ادھر ادھر کے طعن و تشنیع سے متعلق ہو۔ لیکن آئندہ اہلحدیث میں کیا دیکھتا ہوں کہ کسی علمی بات کا جواب نہیں۔ ہاں گالیاں ضرورت سے زیادہ مندرج اور استہزاء کی کوئی حد نہیں۔ تب میں اس بات پر ایمان لایا کہ رسول کے اعداء کا یہ "خاصہ" ہے کہ وہ استہزاء سے کام لیتے ہیں۔

اس کے بعد ابھی چند روز ہوئے ہیں ایک دوست سے کہہ رہا تھا کہ عام طور پر جو موٹی عقل والا ہو اور باریک بات نہ سمجھے۔ اور باوجود اس کے دینداری کی شہرت رکھتا ہو اسی کو وہابی کہتے ہیں۔ مگر ثناء اللہ ذہین ہے۔ شاید اسی لئے غزنوی خاندان اسے اہلحدیث نہیں سمجھتا۔ تو میرے دوست نے مجھ سے اختلاف کیا اور کہا من یرغب عن ملة ابراھیم الا من سفہ نفسہ ہمارے حضرت صاحب بھی ابراہیم ہیں۔ پس ان کی ملت سے پھرنے والے کی ذہانت دینی کا میں قائل نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد مجھے یکم ستمبر کے الفضل میں ایک مضمون زلزلہ کی نسبت لکھنے کا فخر حاصل ہوا جس کی نسبت میں نے اہلحدیث میں بڑے تعجب سے پڑھا مالفقہ کثیرًا مما تقول پھر زیادہ تصریح کی تو اب کے اہلحدیث میں پھر وہی بیوقوفی کی بات۔ حالانکہ بات صاف ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کو الہام ہوا "پھر بہار آئی۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس سے پہلے ایک زلزلہ نمونہ قیامت کی خبر ایک نظم ۱۵- اپریل ۱۹۰۵ء میں حضور دے چکے تھے۔ آپ کا ذہن اس طرف منتقل ہوا۔ کہ اس میں زلزلہ نمونہ قیامت کا وقت بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں (جو ان دنوں لکھ رہے تھے) رقم فرمایا۔ کہ الہام "پھر بہار آئی" سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہونگے۔ لیکن اس کے بعد ۲۸- فروری کو ایک زلزلہ آیا۔ اور صبح یکم مارچ الہام ہوا "زلزلہ آنے کو ہے"۔ تب آپ نے ۲- مارچ کو اشتہار دیا جس کی آدھی عبارت مولوی ثناء اللہ صاحب بار بار پیش کرتے ہیں اور دوسرے حصہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں

"آج یکم مارچ کو صبح کے وقت خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ زلزلہ آنے کو ہے۔ اور میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں۔ بلکہ آنے کو ہے۔ اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے پھر بہار آئی والا الہام تو ۲۸- فروری کے زلزلہ کے متعلق کیا اور خدا کے الہام (زلزلہ آنے کو ہے) کے ماتحت یہ بھی اسی اشتہار میں ساتھ ہی ظاہر کر دیا کہ وہ زلزلہ نمونہ قیامت جس کی خبر ۱۵- اپریل ۱۹۰۵ء کی نظم میں ہے۔ وہ ابھی آیا نہیں پھر آئیگا

پس اس اشتہار میں اس وسوسہ کا ازالہ ہے جو آج گیارہ برس بعد مولوی ابوالوفا صاحب لوگوں کے دلوں میں ڈالنا چاہتے ہیں مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ ثناء اللہ کیوں ایسی کمزور بات پر اڑ گیا ہے۔ "زلزلہ آنے کو ہے" یہ کسی نئے زلزلہ کی خبر نہیں۔ اس میں تو اس خیال کو دور کیا گیا ہے جو یہ تھا کہ ۲۸- فروری کو ہی زلزلہ موعودہ آ چکا مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ تمہارے (اکمل کے) خیال سے مسیح موعود کا خیال مقدم ہے۔ میں کہتا ہوں بالکل درست۔ مگر ۲۸ فروری والے زلزلہ کو حضرت اقدس زلزلہ موعودہ قرار دیتے۔ اور میں کہتا کہ وہ زلزلہ موعود نہیں۔ تب آپ کا اعتراض درست تھا۔ مگر وہ تو حضرت اقدس خود فرما رہے ہیں کہ الہام "زلزلہ آنے کو ہے" نے اس خیال کو دور کر دیا کہ زلزلہ موعود ضرور بہار کے موسم میں آئیگا۔ پس میرا خیال حضرت مسیح موعود کے خیال پر مقدم نہیں۔ بلکہ وحی الٰہی کی تصحیح حضرت اقدس کے خیال پر مقدم ہے۔ اور اسے مقدم بھی حضور نے خود ہی کیا۔ میں نے اپنے اجتہاد سے ایسا نہیں کیا فافہم و تدبر ولا تکن من الواھبیین

---

(۲) یتزوج ویولد لہ

یہ تو ہوا اہل حدیث سے۔ اب مجھے ایک اور حدیث کے چیلے سے کچھ کہنا ہے۔ ان کا نام نامی ہے "مولوی احسن امروہوی"

آپ کے جو ر بے پروا کو بھی مجھے کچھ سنانا ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ آیت پر جو اعتراض میں نے کیا تھا اس کا جواب پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مولوی صاحب کے حواس بجا نہیں۔ خود ہی تفاسیر سے ایسی عبارتیں نقل کی ہیں جو میری تائید میں ہیں۔ اور بعینہٖ وہی ہیں جو میں کہتا ہوں۔ اور پھر آپ خیر سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ مولوی محمد علی نے جو کچھ لکھا درست لکھا۔ اب اس پر میں سوائے انا للّٰہ کے اور کیا کہوں پھر بھی بوجہ تعلقات قدیمی چاہتا ہوں کہ ایک بات اور بھی پیش کروں سنیئے مولانا۔ یہ حدیث جو مندرجہ عنوان ہے حضرت رسول کریم کا فرمان ہے یا نہیں اگر ہے اور آپ کا موجودہ علم حدیث اس کو وضعی نہیں بتاتا تو یہ مسیح موعود کے لئے ہے یا نہیں۔ اگر ہے؟ بتلائیے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو اپنی یہ پیشگوئی کیونکر صادق آتی ہے۔ وہ کونسا تزوّج (باب تفعّل) ہے جو حضور نے کسی الہام کے ماتحت کیا اور پھر وہ کونسی اولاد ہے جو اس تزوّج سے پیدا ہوئی جس کے صالح اور اپنے باپ کے عقائد صحیحہ پر قائم اور اس کے سلسلہ کے موئید ہونے کی خبر خود رسول کریم نے لہٗ کے لام انتفاع سے دی **بینوا توجروا**

آپ کے لئے چار ہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہدیجئے کہ سیدنا خاتم النبیین کی پیشگوئی (نعوذ باللہ) جھوٹی نکلی یا یہ اعلان کر دیجئے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔ یا ثناء اللہ کے ہمنوا ہو کر یہ فرما دیجئے کہ یہ تزوّج مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی سے متعلق تھا۔ اسی سے وہ بیٹا ہونا تھا یا چوتھی صورت قبول کیجئے جو یہ ہے کہ حضور نے الہام الٰہی کے ماتحت دہلی میں تزوّج کیا اور اس سے یہ اولاد ہوئی۔ جس کو میں (محمد احسن) اب نہ صرف گمراہ و مشرک بلکہ گمراہ کرنے والی او مسیح کش سلسلہ احمدیہ بتا رہا ہوں رسول کریم تو فرماتے ہیں۔ یولد لہٗ کہ مسیح موعود کی اولاد اس کی موئید اور اس کے عقائد کی پھیلانے والی ہوگی۔ اور دعائیں بھی حضور کی یہی ہیں۔ اور آپ کو کبھی نفرت نہیں ملتی ور مولا گندوں سے ان کو سنا کر انھیں گندہ بتا رہے ہیں۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے۔ آپ کے ایک بیٹے کی نسبت تو آپ ہی کی تحریر میرے پاس موجود ہے۔ جو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو لکھی تھی۔ اور دوسرے تیسرے کی نسبت ان حالات کے منتظر رہئے۔ کس قدر بے غیرتی

اور بے شرمی کی بات ہے کہ مسیح موعود تو یولد لہٗ کے نیچے یہ نوٹ فرماویں:۔ ان المسیح الموعود یتزوج ویولد لہٗ ففی ھذہ اشارۃ الی ان اللہ یعطیہ ولداً صالحاً یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللہ المکرمین والسرّ فی ذالک ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین کہ “اللہ مسیح موعود کو ایک بیٹا دے گا۔ جو صالح ہوگا۔ باپ کے مشابہ۔ اس کے مخالف ہرگز نہ ہوگا۔ اور خدا کے مکرم بندوں سے۔ اور اللہ انبیاء اولیا کو کسی ولد کی بشارت جبھی دیتا ہے جبکہ صالح ہونا مقدر ہو”

اور پھر تریاق القلوب میں نام بنام یہ بتائیں کہ یہ سب اولاد مبشر ہے۔ اور محمود تو وہ ہے؎ جس کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا کشف میں دکھایا گیا“ جیسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہنے والوں کے منہ پر اس نام ہی میں جوت مار اگیا تھا۔ ایسا ہی ان مفلوج القلب بدبختوں کا رد ہو جو حضرت مسیح موعود کے کشف کی تصدیق اور محمود کہنے پر مجبور ہیں۔ اور پھر اسے مذموم بھی کہتے ہیں۔ تف ہے اس بے اصولا پن پر

مولانا آپ جب مجھے یاد فرمایا کریں تو بنیا یعقوبؑ کے لباس میں اپنے آپ کو چھپانے کی ناجائز کوشش نہ فرمایا کریں کہ ”من انداز قدت را مے شناسم“ بڈھا بچوں کے کپڑے پہنے تو اسے سب مخبوط الحواس کہتے ہیں۔ دوم بیہودہ گو اور اس قسم کے الفاظ نہ لکھوایا کریں کہ مجھے آپ کا بہت ادب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں بھی بے ادبی کر بیٹھوں ع ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔ سوم۔ آپ مجھے جاہل اور اجہل بتا کر اپنی ہی اقوال کی تردید فرماتے ہیں۔ کیونکہ ہزار مرتبہ آپ مجھے فاضل اکمل لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کہ میں نے کسی عربی کتاب کا ترجمہ نہیں کیا یا تفسیر نہیں لکھی۔ احسن القصص سورہ یوسف کی تفسیر کس نے کی اور اس پر ریویو تقریظی کس نے لکھا تھا۔ اور مختصر معانی۔ کافیہ وغیرہا کا ترجمہ مع حواشی اردو میں کس نے کیا ہے۔ بہرحال مجھے اپنے علم کا دعویٰ نہیں۔ صرف اس لئے عرض کیا کہ آپ کسی کے کہے میں آکر اپنی ہی تردید نہ کریں۔ بہتر ہے کہ آپ کا آئندہ خطبہ جمعہ اسی حدیث پر ہو۔ پیغام بلڈنگس بھی حدیث کے نکات سننے کے مشتاق ہیں۔

اس کے علاوہ مجھے مہر ظفر علی خاں اور خواجہ حسن نظامی کی نسبت کچھ لکھنا تھا مگر برادرم مہر محمد خاں کا ارشاد پہنچا ہے اس پرچہ میں مزید گنجائش نہیں۔ اس لئے قلم رکتا ہے۔ باقی پھر سہی۔

(اکمل)

دعوت الی الخیر
لنڈن میں تبلیغ

فضل الٰہی کا شکریہ اس عاجز کا سفر بحر روم میں اپریل کے وسط میں تھا۔ اور وہی ایام بہت خطرناک تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم رحم اور غریب نوازی ہے کہ اس نے میرے جہاز کو سلامت پہنچایا اور مجھے کئی بار سلامتی کی خوشخبری اور تشفی ہمیں خطرناک سمندروں کے درمیان دی گئی فالحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل خاص سے امید ہوتی ہے کہ میرا یہاں آنا خالی از فائدہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے معجزانہ فضل سلسلہ حقہ کی تائید میں انشاء اللہ ظاہر ہونیوالے ہیں۔

مبلّغ قوم آئے دن گورنمنٹ گزٹ میں ایک لمبی فہرست اُن بہادران قوم کی چھپتی ہے۔ جنہوں نے میدان جنگ میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرکے کارہائے نمایاں کئے۔ میں اس فہرست کو بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ نہ صرف اس واسطے کہ ملک اور بادشاہ کے جاں نثاروں کے وہ بہادرانہ تذکرے ہیں بلکہ اس واسطے بھی کہ جسمانیات سے میرے خیالات روحانیات کی طرف منتقل ہو کر میرے اندر ایک جوش اور ولولہ پیدا کرتے ہیں کہ الٰہی سلسلہ کی خدمت کے واسطے ہمیں ایسے ہی بہادروں کی ضرورت ہے جو اللہ اور اس کے رسول کیخاطر اپنی جان اور اپنے آرام کو قربان کر دیں۔ دعا اور توجہ کے ساتھ اپنے خادم اسلام کا ایک عزم اپنے دل میں قائم کرکے اسیر ایسے قائم ہو جائیں کہ کوئی تلوار کی زد۔ نیزے کا حملہ اور بندوق کا

؎ محمود ابھی پیدا نہیں ہوا تھا جو کشفی طور پر اس کے پیدا ہونیکی خبر دیگئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا پایا کہ محمود تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کیلئے سبز رنگ کے ورقوں پر اشتہار چھاپا۔ (تریاق القلوب)

نشانہ ان کو پیچھے نہ ہٹا سکے۔ ہر قدم آگے ہو۔ گو ہر قدم پر موت کا مقابلہ ہو۔

ایک مر کر بہشت کو چلا جائے۔ تو دوسرا اس کی جگہ کھڑا ہو جائے۔ سلسلہ احمدیہ ایک مشنری سلسلہ ہے اور اس کا ہر فرد ایک مشنری ہے۔ ہماری جماعت حضرت امام کے ماتحت ایک وجود کا حکم رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس وجود کے ذریعہ سے ہم نے ہستی باری تعالیٰ کے اس قدر زندہ نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں کہ گویا ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے اور اس کو پا لیا ہے۔ پس ہم خدا کے ہیں۔ اور خدا ہمارا ہے۔ اور وہی ہر جگہ ہمارا حافظ اور راہنما ہے۔ اے مسیح موعود کی جماعت تو اٹھ اور دنیا اور دنیا کے چاروں کونوں پر پھیل جا۔ اور خدا کے رسول کی آمد کی منادی کر تا کہ دنیا تیرے ذریعہ سے امن۔ ایمان۔ نجات۔ اور فضل سے بہرہ ور اور پاک برکات سے بھرپور ہو۔ اپنے نیک اعمال اور کامل جاں نثاری سے سچے ایمان کا نمونہ دکھا۔ خدا اسکے کام پورے کر دیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو حق کے پھیلانے میں کوشاں ہوں۔

جزیرہ مالٹا میں تبلیغ | جب میں انگلستان آ رہا تھا تو راستہ میں ہمارا جہاز ایک شب و روز جزیرہ مالٹا کے قریب لنگر ڈالے پڑا رہا۔ اگرچہ جہاز کنارے کے قریب نہ تھا۔ اور جزیرے میں آمد و رفت کی اجازت نہ تھی تاہم شہر سامنے نظر آتا تھا اور وہاں میں نے اس جزیرے کے متعلق بھی اشاعت سلسلہ حقہ کے واسطے دعا کی۔ حکمت الٰہی جب میں انگلستان پہنچا تو برادرم قاضی صاحب نے فرمایا کہ سیلون کے ایک نوجوان فوجی خدمات میں جزیرہ مالٹا آئے ہوئے ہیں۔ ان کا نام مسٹر چیچی ہے۔ اور ان کے ایک عزیز نے جو احمدی ہیں سیلون سے مجھے لکھا ہے کہ اسے تبلیغ کرو۔ قاضی صاحب کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت جاری تھا۔ میں نے بھی دو تین خط اسے لکھے نتیجہ خدا کے فضل سے یہ ہوا کہ اس کی درخواست بیعت کی آگئی ہے۔ جو اس مضمون کے ساتھ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ روانہ کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر) دیگر خوشی کی بات یہ ہے کہ مسٹر چیچی صرف خود احمدی نہیں ہوئے۔ بلکہ اوروں کو تبلیغ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا کرے۔

ایک معزز لیڈی کا قبول اسلام | ایک معزز انگلش لیڈی مسز ہے البتین کی برادرم قاضی عبداللہ صاحب کے ساتھ عرصہ دراز سے ملاقات تھی۔ اور اکثر سلسلہ گفتگو و خط و کتابت جاری رہتا تھا۔ چند بار میری بھی اس کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ آخر قاضی صاحب کی پرزور تبلیغ نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا۔ اور اس نے نبوت حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر بطیب خاطر تحریر دی۔ اللہ تعالیٰ اسے استقامت اور روحانی ترقیات عطا فرماوے آمین۔

ڈاک نہیں پہنچی | ۲۶ جون سے ۲ جولائی تک کی ڈاک نہیں پہنچی پھر بھیجی جاوے۔ (محمد صادق عفی عنہ)

جاہلیت ظفر علی خاں کی

۳۰ ستمبر کے ستارہ صبح میں جو تمسخر و استہزاء مطابق سنت اعداء الرسل مسٹر ظفر علی خاں نے کیا ہے اس پر ہمیں نوٹس لینے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ ستارے آپ نے و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا ترجمہ کیا ہے:۔

"اس کا یہ فیضان دوسرے لوگوں کو جو انہیں میں سے ہونگے اس وقت پہنچیگا جب وہ ان سے آکر ملحق ہونگے"

یہ معنی صریح جہالت کا ناقابل التردید ثبوت ہیں۔ کیا یہ بھی کاتب کے سر تھوپو گے؟ (اکمل)

ہنگامۂ یورپ

روس کا وزیر خارجہ مستعفی۔ موسیو ترسچنکو وزیر خارجہ انقلاب انگیز حملوں کی وجہ سے مستعفی ہو گیا ہے اب تمام وزارت خالصتاً ایک سوشلسٹ وزارت بن گئی ہے

کامیاب برطانوی حملہ۔ لندن ۲۶ ستمبر آج سہ پہر کا سر ڈی ہیگ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ہم نے آج صبح ایپرس کے شمال مشرق کی طرف علاقہ میں ایک وسیع محاذ پر حملہ کیا۔ اور بہت عمدہ ترقی کی سفاسفوک سپاہیوں نے گوزیکورٹ کے شرق کی طرف باوجود شدید مزاحمت کے ایک کامیاب حملہ کیا۔ اور دو خندقوں کو جو جرمنوں سے پر تھیں تباہ کر دیا۔ اور جرمنوں کو سنگینوں سے ہلاک کیا۔ اور صرف چند ایک قیدی گرفتار کئے۔

دشمن کا بھاری نقصان۔ لندن ۲۶ ستمبر آج سہ پہر کا فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ میوز کے واسنی طرف بیزونوگز اور بیومونٹ کے درمیان توپخانہ کی ایک شدید لڑائی ہوئی۔ قیدی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ۲۴ ستمبر کو دشت چاڈم کے شمال میں بے سود حملوں میں دشمن کا بھاری نقصان ہوا ہم نے ۱۲۰ قیدی گرفتار کئے۔

زبردست ہوائی لڑائیاں۔ لندن ۲۷ ستمبر کل ہمارے ہوائی جہازوں نے سخت سرگرمی ظاہر کی ہوا میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ اور دشمن کے کثیر التعداد ہوائی جہاز گرائے گئے۔ ہمارا ایک ہوائی جہاز گم ہے۔

ہندوستان کی خبریں

پیشکش۔ مسز بیسنٹ اور ان کے رفقاء ۳۰ ستمبر کو بمبئی پہنچینگے۔ صوبہ بمبئی میں ایک قومی کالج قائم کرنے کے لئے ۷ لاکھ روپیہ کی تھیلی آپکی خدمت میں پیش کی جائیگی۔

لندن پہنچ گئے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب ۲۵ ستمبر کو لندن پہنچ گئے۔

دیسی راجاؤں کی کانفرنس۔ معلوم ہوا ہے کہ ۵ نومبر سے ۱۰ نومبر تک دہلی میں دیسی والیان و رؤساء کی کانفرنس منعقد ہونیوالی ہے۔

ریلوے لائن ٹوٹ گئی۔ ٹریفک منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے مطلع کرتے ہیں کہ جالندھر شہر مکیریاں لائن پر علاولپور اور بھوگپور سروال کے درمیان ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے۔

سپاہ تحفظ ہند۔ یکم اکتوبر کو سپاہ تحفظ ہند کلکتہ کے جو افسران اور آدمی سروس کے قابل ہونگے انکی تعداد قریباً ۷۰۰ ہے

پلیگ کی رفتار۔ ہفتہ مختتمہ ۲۲ ستمبر میں ہندوستان میں پلیگ کے ۸۰۰۰ کیس اور ۶۲۳۷ اموات ہوئیں۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا